كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

سکرات سے قبر تک

(سُنّت کے مُطابق طریقے)

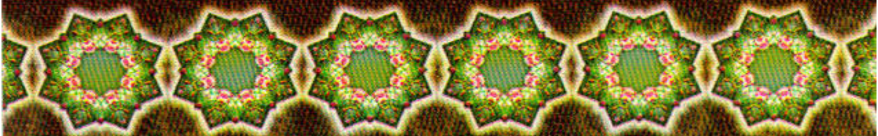
مؤلف

مولانا ڈاکٹر غلام محمّد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفہ مولانا سیّد سُلیمان ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کتب خانہ اشرفیہ

قاسم سینٹر، دوکان نمبر ۳۳، اردو بازار کراچی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئینِ کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالبِ دُعا سعید خان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ۔

"بڑی برکت ہے اس (ذات عالی صفات) کی جس کے قبضہ قدرت میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے بنایا موت اور زندگی کو تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے۔"

اسٹاکسٹ

مکتبہ تھانوی مولوی مسافر خانہ ایم۔اے جناح روڈ کراچی نمبرا فون ۷۷۷۶۲۰

دیگر ملنے کے پتے

- کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر۲ کراچی
- نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
- اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ المعارف علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
- حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ نزد مارکیٹ ٹاور حیدر آباد
- مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر غزنی اسٹریٹ اُردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید ۱۰۔الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور
- مکتبہ مکیہ مکی مسجد ۲۲۔ علامہ اقبال روڈ لاہور
- یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
- مکتبہ المعارف محلہ جنگی عقب قصہ خوانی بازار پشاور

انتساب

ترویج سنت اور نفع عام کی اس کوشش کو میں اپنے مرشد اقدس گوہر کان سیادت، پیکر خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عالم ربانی، عارف یزدانی، عاشق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندوی (نور اللہ مرقدہ) کی طرف منسوب کرتا ہوں، جن کے فیضان صحبت سے دین خالص اور سنت مطہرہ سے شیفتگی اور اس کے احیاء کا جذبہ مجھ مور ناتواں میں پیدا ہوا۔

اَعْلَی اللّٰہُ مَقَامَہٗ وَقُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْزُ

وجہ تالیف ؟

اپنے بعض جاننے والوں، شریعت کا پورا پاس اور سنت کا بہت لحاظ رکھنے والوں کے جنازوں میں شرکت کی سعادت ملی، مگر یہ دیکھ کر دل بہت دکھا کہ رسم پرستی اور نادانی کے سبب ان کی تجہیز، تکفین اور تدفین میں بہت سی باتیں سنت کے خلاف ہوتی رہیں اور ان کے عزیزوں اور دوستوں نے ان کے پاکیزہ ذوق کی رعایت بالکل نہیں کی۔

ضد اور ہٹ کا تو کوئی علاج نہیں مگر ایسے موقعوں پر ایک کمی صحیح علم کے آسان پیرایہ میں ان لوگوں تک بہم پہنچانے کی ضرورت محسوس ہوئی، ہمارے پاس کوئی کتابچہ نہیں کہ ایسے وقتوں میں ان کے ہاتھوں میں دیا جائے کہ وہ اس کو دیکھ دیکھ کر تجہیز سے تدفین تک بلکہ سکرات سے قبر تک کے تمام مرحلوں کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق انجام دے سکیں۔ مسائل پر چھوٹی بڑی کتابیں اردو زبان میں بھی کئی موجود ہیں اور بڑے بھروسہ کی ہیں مگر ان میں مسائل کی فہرستیں درج ہیں اور زبان بھی سہل نہیں، ان مسائل کو آسانی سے سمجھنا ایک عام آدمی کے لئے مشکل ہے۔ مجھ کم علم کی نگاہ میں خاص اس موضوع پر مولانا محمد عمران مرحوم (جو علامہ حیدر علی رامپوریؒ کے شاگرد رشید ہیں) کا رسالہ "تجہیز و تکفین مسلمان کی" بہت مستند اور مکمل ہے، مگر اس میں بھی عنوان بندی کے ساتھ مسائل ہی درج ہیں اور اس کی زبان بھی اب نامانوس ہو چکی ہے۔ ضرورت یہ محسوس ہوئی کہ ایسا "رہنما" رسالہ ہو تاکہ مسائل رواں عبارت میں حل کر دیئے جاتے اور پڑھنے والا عملی رہبری کے لئے اس کو پڑھتا

جاتا اور سکرات میں تلقین اور مرنے پر تجہیز و تکفین کرنا' جنازہ اٹھانا' نماز پڑھنا اور میت کو دفن کر کے عین سنت کے طریقے سے گھر لوٹ آنا۔

اسی ضرورت کا احساس اس مختصر تالیف کی وجہ ہے۔

راقم عاجز نے مسائل کا تفصیلی مطالعہ مستند کتابوں میں کر کے صرف ضروری اور متعلقہ مسائل کو اپنے مقدور بھر آسان زبان اور رواں عبارت میں خطاب کے پیرایہ میں لکھنے کی کوشش کی ہے اور مزید احتیاط کے خیال سے اس رسالہ کو جس کا نام "سکرات سے قبر تک" رکھا ہے ایک محدث حضرت مولانا سید فضل اللہ الجیلانی دامت برکاتہم اور ایک فقیہ مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی ثم کراچوی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی دکھایا ہے کہ وہ اس پر اصلاحی نظر ڈالیں۔ ممنون ہوں کہ ان علمائے ربانی نے اس کو دیکھا اور اس کی صحت کی تصدیق فرمائی۔

اس کتابچہ میں' میں نے ہر ایک بات کا حوالہ جابجا درج نہیں کیا ہے اس لئے کہ یہ کوئی درسی ضرورت کی تالیف نہیں بلکہ عملی استفادہ کے لئے ایک "رہنما" (گائیڈ) کتابچہ ہے' البتہ اس میں جو کچھ ہے وہ ان کتابوں سے لیا گیا ہے :

۱۔ صحیح بخاری (پارہ پنجم۔ باب الجنائز) مولفہ امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ
۲۔ نورالہدایہ مولفہ اردو ترجمہ شرح وقایہ
۳۔ احیاء العلوم مولفہ امام محمد غزالیؒ
۴۔ بہشتی زیور مولفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

۵۔ تجہیز و تکفین مسلمان[1] کی ۔۔۔ مولفہ ۔۔۔ مولانا محمد عمران ؒ

۶۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ مولفہ ۔۔۔ علامہ شبلی نعمانی ؒ
(جلد دوم)

۷۔ دلیل الخیرات و خیر الصلات[2] ۔۔۔ مولفہ ۔۔۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی ؒ

اللہ تعالیٰ ایک بندہ قاصر کی اس کوشش کو قبول فرما کر اہل ملت میں اس کو قبولیت بخشے اور اس ذریعہ سے ہمارے عام دینی بھائی اپنے آبائی، علاقائی اور قومی رسوم کو چھوڑ کر شرع محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طریق پر آجائیں۔

می تو اندکہ دہدا شک مرا حسن قبول
آنکہ در ساختہ است قطرہ بارانی را

طالب رحمت

غلام محمد[3] کان اللہ لہ

---

[1] یہ رسالہ مطبع قیومی کانپور سے ربیع الاول ۱۳۴۰ھ م نومبر ۱۹۲۱ء میں چھپا تھا، اب نایاب ہے۔

[2] یہ دو رسالے یکجا چھپے ہیں "دلیل الخیرات فی ترک المنکرات" اور "خیر الصلات فی حکم الدعاء للاموات"

[3] افسوس مولف کا بھی انتقال ہو گیا۔

تصدیق

از محدث جلیل حضرت مولانا سید فضل اللہ الجیلانی دامت برکاتہم

(مولف فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفردؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

رسالہ "سکرات سے قبر تک" کو اول سے آخر تک لفظ بہ لفظ پڑھا' دل خوش ہوا کہ طالبان سنت کے لئے آسان زبان میں زندگی کے آخری مرحلہ کی تمام ہدایتیں جمع ہو گئی ہیں۔ کتاب کے استناد کے لئے عزیز مولف کا نام کافی ہے' مزید تقویت قلب کے لئے مسائل و سنت سے واقف حضرات نے بھی اس کو دیکھا لیا ہے' یہ اس کے استناد کے درجہ کو بہت بڑھا دیتا ہے ! والسلام'

(شرح دستخط)

لہ امام بخاریؒ کی "الادب المفرد" کی یہ ضخیم اور بلندپایہ شرح مصر سے دوبارہ چھپ کر عرب و عجم کے علماء میں مقبول ہو چکی ہے۔ حضرت شارح محدث جلیل ہونے کے علاوہ اپنے جد معظم حضرت مولانا سید محمد علی کانپوری ثم مونگیری (خلیفہ خاص حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ) کے خلیفہ مجاز بھی ہیں' جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں حدیث کے پروفیسر رہے اور صدر شعبہ اسلامیات ہو کر وظیفہ یاب ہوئے۔ ادام اللہ فیوضہ

توثیق

از مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی ثم کراچوی رحمتہ اللہ علیہ

(صدر مفتی مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

رسالہ "سکرات سے قبر تک" مولفہ جناب مولانا غلام محمد صاحب اول سے آخر تک پڑھا' اس کے مندرجات سب کے سب صحیح اور قابل عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب مولف کے درجات بلند فرمائے کہ ایسا مفید اور عام فہم رسالہ تصنیف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مفید اور نافع بنائے اور ہم لوگوں کو قبر اور آخرت کی تیاری کی توفیق عنایت فرمائے۔

(شرح دستخط)

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

سکرات

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ٥ (ق)

(اور تحقیق کہ آ پہنچی بیہوشی موت کی۔ یہ وہ (چیز) ہے جس سے تو بدکتا تھا)

سکرات کیا ہے : روح نکلنے سے پہلے کی وہ حالت جس میں انسان پر ایک نشہ سا چھا جاتا ہے اور ایک بیہوشی سی طاری ہو جاتی ہے' یہ روح کے جسم سے نکلنے کا وقت ہوتا ہے' اس میں انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے' اسی حالت کو "عالم نزع" بھی کہتے ہیں۔ اور "جان کنی کا عالم" بھی۔

سکرات کی تکلیف : اس کو امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یوں سمجھاتے ہیں :

اگر انسان کے کہیں کانٹا چبھتا ہے تو جو درد اس کو محسوس ہوتا ہے وہ صرف اسی جگہ تک محدود رہتا ہے اس لئے کہ روح کا صرف اتنا ہی حصہ متاثر ہوا ہے' البتہ اگر کسی حصہ جسم کو لوہا تپا کر داغا جائے یا اس پر انگارہ رکھ دیا جائے تو زخم گو صرف اسی جگہ ہوگا مگر تکلیف سارے بدن میں اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ آگ سارے جسم میں سرایت کر جاتی ہے اور تمام اجزائے روح اس کے اثر کو محسوس کر لیتے ہیں۔ جب آگ کا یہ اثر ہے تو جان کنی تو اصل روح پر طاری ہوتی ہے اور اس کا اثر تمام اجزائے جسم پر حاوی ہوتا ہے اور جسم کا کوئی جزو حتیٰ کہ ایک ایک رگ اور ایک ایک بال ہر ہر جوڑ اور تمام کھال سے روح کھینچ لی جاتی ہے' پس اس کی تکلیف اور سختی کو مت پوچھو کہ کیسی ہوتی ہے؟ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ تلوار سے کاٹنے' آرے سے چیرنے اور قینچی سے کترنے سے کہیں زیادہ شدید موت کے

وقت کی تکلیف ہے۔[1]

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عالم سکرات : اگر دل بالکل پتھر ہی نہ ہو گیا ہو تو سکرات کی سختی کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے سب سے پیارے بندے اور وہ جن کی شفاعت ہماری بخشش کا سہارا ہے (علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) ان پر بھی جب سکرات کا وقت آیا اور آپ پر بار بار غشی طاری ہونے لگی تو حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا دیکھ نہ سکیں اور چیخ پڑیں" وَاکَرْبَ اَبَاہُ " (ہائے میرے ابا کی بے چینی) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس عالم میں بھی انہیں دلاسا دینا پڑا کہ تمہارے ابا آج کے بعد کبھی بے چین نہ ہوں گے۔ پھر جب وقت قریب آگیا تو "آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے' عبدالرحمٰنؓ (فرزند ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں مسواک تھی' مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا' حضرت عائشہؓ سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمٰنؓ سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کی' آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا' سہ پہر تھی' سینہ میں سانس کی گھڑگھڑاہٹ محسوس ہوتی تھی' اتنے میں لب ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

(دیکھو نماز کا خیال رکھنا اور اپنے ماتحتوں اور غلاموں کا)

پاس ہی پانی کی لگن تھی' اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرہ پر ملتے (اور فرماتے

---

[1] احیاء العلوم جلد ۴' باب ۱۰' فصل ۳ "موت کی شدت اور سختی"

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیَّ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ[۱]۔ الٰہی مجھ پر موت کی سختی آسان فرما)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں (Left) انگلی اوپر اٹھائی اور فرمانے لگے۔" فی الرفیق الاعلیٰ ... فی الرفیق الاعلیٰ "(سب سے اعلیٰ اور برتر رفیق کے پاس) یہاں تک کہ روح مبارک نے عالم بالا کا رخ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پانی میں ایک طرف جھک گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

اللھم صل علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ صلوٰۃ کثیرًا کثیرًا[۲]

سکرات کی پہچان : اس کی پہچان یہی ہے کہ جسم کی تمام رگیں کھنچنے لگتی ہیں، رنگ بدل کر نیلا لا ہو جاتا ہے، ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے، آنکھ کے ڈھیلے اوپر چڑھنے لگتے ہیں، حلق اور سینے سے غرغرہ یعنی گھڑگھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے، ہونٹ خشک ہاتھ پاؤں سرد اور بے حس ہونے لگتے ہیں۔

ٹھیک یہی یا اس سے ملتے جلتے آثار جب دکھائی دیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ وقت "سکرات موت" کا ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سب پر آسان فرمائے۔ آمین

سکرات کے وقت دوسروں کا کام : جب آپ کسی مسلمان پر سکرات کے آثار پائیں تو مستحب یہ ہے کہ مرنے والے کو سیدھی کروٹ اس طرح لٹا دیجئے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف رہے (اس لئے کہ یہی ہیئت سنت کے مطابق ہے) اگر یہ نہ ہو سکے تو اس کو قبلہ کی طرف پاؤں کر کے چت لٹا دیجئے اور سر کے نیچے پاک تکیہ یا کوئی چیز رکھ دیجئے کہ اس کا منہ ٹھیک قبلہ کی طرف رہ سکے۔۔۔۔ لیکن اگر اس میں مرنے والے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو یا جگہ کی تنگی کے سبب ایسا نہ کر سکیں تو جس حالت میں ہو اسی میں رہنے دیجئے۔ اس وقت کرنے کا سب

---

[۱] سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جلد اول باب "وفات" [۲] بخاری بروایت حضرت انسؓ

سے اہم کام یہ ہے کہ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کیجئے اس طرح سے کہ اس کے کان کے قریب خود کلمہ شہادت۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یا صرف کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

بار بار ہلکی آواز میں دہراتے رہیے۔۔۔۔ مرنے والے سے یہ نہ کہئے "تم پڑھو" یہ تلقین اس وقت تک جاری رکھئے کہ مرنے والا اپنی زبان سے کلمہ پڑھ دے یا اشارہ سے پڑھنے کی تصدیق کر دے پھر تلقین بند کر دیجئے۔۔۔۔۔ البتہ اگر اس کے بعد مرنے والے نے دنیا کی کوئی بات کی یا اس کی زبان سے نکل گئی تو پھر دوبارہ کلمہ کی تلقین کیجئے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ہو جائے۔

تلقین کلمہ کے علاوہ مرنے والے کے پاس دوسروں کا سورہ یٰسین اور سورہ رعد پڑھنا مستحب ہے۔

جب اس کا یقین ہو جائے کہ یہ آخری وقت ہے یا جب بھی مرنے کی خبر ملے تو کہئے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً[1]۔

یاد رہے : اگر جان کنی کے عالم میں خدانخواستہ کسی مسلمان کی زبان سے کفر کا کلمہ بھی نکل جائے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہیں۔۔۔۔ اس کی تجہیز و تکفین بالکل مسلمانوں کی طرح ہو گی البتہ اس کی مغفرت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔

---

[1] یہ دعا دفن کے بعد بھی کرے بڑی موثر ہے۔

میت

اب مرنے والا مرچکا' اس کا بے جان لاشہ آپ کے سامنے ہے' آنکھیں کھلی رہ گئی ہیں تو آہستہ سے بند کردیجئے اور بند کرتے ہوئے یہ پڑھئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ٥ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ۔

پھر کپڑے کی ایک پٹی اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر اس کے سر پر باندھ دیجئے تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے اور پیٹ پر لوہے یا مٹی کا کچھ وزن رکھ دیجئے کہ پیٹ پھول نہ جائے۔

میت کو چارپائی یا تخت ہی پر رہنے دیجئے اور اس کے اطراف عطر چھڑک کر یا لوبان جلا کر خوشبو مہکا دیجئے۔ میت کے پاس ناپاکی کی حالت میں نہ مرد آنے پائے نہ عورت البتہ بعض علماء کے نزدیک حیض و نفاس والی عورت کے قریب بیٹھ جانے میں مضائقہ نہیں۔

اب جلدی سے مرنے والے کی موت کی خبر اس کے اعزا' اہل محلہ اور خصوصی اہل محبت کو کرا دیجئے تجہیز و تکفین اور قبر کی تیاری میں جلدی کیجئے کیونکہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید ہے اور اسی میں ہماری اور مرنے والے کی بھلائی ہے۔

غسل میت [16]

لکڑی کا ایک تختہ جس پر نعش لٹائی جاسکے لمبائی میں مشرق مغرب کی سمت میں رکھ دیجئے اور اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ صندل یا اگربتی یا لوبان کی دھونی دیجئے پھر میت کو اس پر اس طرح چت لٹا دیجئے کہ پاؤں قبلہ کی طرف رہیں اور منہ بھی سیدھا قبلہ رخ رہے (البتہ اگر اتنی جگہ نہ ہو کہ اس طرح لٹا سکیں تو نعش جیسی پڑی ہو ویسے ہی غسل دے دیں۔) اب میت کے جسم کے کپڑے اتار ڈالئے مگر پاجامہ یا تہمد، جو بھی ہو، اس احتیاط سے اتاریئے کہ ستر نہ کھلنے پائے یعنی پہلے ناف سے گھٹنوں تک ایک کپڑا ڈال کر پھر پاجامہ یا تہمد کھینچ لیجئے۔

(غسل کے لئے جو پانی گرم کریں اس میں بیری[1] کے پتے یا پھر خطمی عراقی یا نیم کے پتے یا صابن ڈال کر گرم کریں اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی نہ موجود ہو تو نہ سہی، سادہ گرم پانی کافی ہے۔)

اب پہلے مٹی کے ڈھیلے یا پتھر سے میت کی نجاست دور کر دیجئے، پھر کپڑے کی تھیلی بائیں ہاتھ میں پہن کر پانی سے استنجا کروا دیجئے اور پھر تھیلی نکال پھینکئے اور ہاتھ دھو کر داہنے ہاتھ کی کلمہ والی انگلی پر کپڑا لپیٹ کر اس کو تر کر کے (اور کپڑا نہ ہو تو روئی تر کر کے) دانتوں اور مسوڑھوں پر تین مرتبہ ملئے اور کپڑا نکال پھینکئے اور روئی یا کپڑے کی بتی بنا کر اور اس کو تر کر کے ناک کے سوراخوں میں پھرا دیجئے (منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالئے)۔ اب منہ ناک اور کان میں روئی رکھ کر پانی سے منہ دھلا دیجئے، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھلایئے، سر کا مسح کرایئے، پھر پاؤں دھلا دیجئے، بس میت کا وضو ہو گیا۔

---

[1] بیری کے پتے مسنون ہیں باقی چیزیں بطور بدل کے ہیں۔

اب میت کو بائیں (Left) کروٹ کر کے سر سے لے کر پاؤں تک تین مرتبہ پانی بہا دیجئے اور ساتھ ساتھ بدن ملتے جائیے۔ (مگر ستر کی جگہ کو کپڑے کی تھیلی پہنے بغیر ہاتھ نہ لگائیے) اب میت کو داہنی (Right) کروٹ لٹا کر اسی طرح تین مرتبہ بدن ملتے ہوئے پانی بہا دیجئے۔ اب اپنے ہاتھوں یا گھٹنوں یا سینہ سے سہارا دے کر میت کو بٹھائیے اور اس کا پیٹ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف ملئے اور اگر کچھ غلاظت نکلے تو دھو ڈالئے مگر دوبارہ وضو کرانے یا غسل دینے کی ضرورت نہیں، پھر میت کو بائیں (Left) کروٹ لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پاؤں تک تین مرتبہ بہا دیجئے۔ غسل پورا ہو گیا۔

اب تمام بدن کو کپڑے سے پونچھ ڈالئے اور اگر اس کے بعد بھی بدن سے کوئی غلاظت خارج ہو تو اس کو دھو ڈالئے، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں، اب تہبند بدل دیجئے، سر میں بال ہوں تو ان میں اور ڈاڑھی پر خوشبو (عطر) لگائیے، میت کی دونوں ہتھیلیوں اور تلوؤں پر پیشانی اور ناک پر اور دونوں گھٹنوں پر کافور لگا دیجئے (کہ یہ سجدہ کے اعضاء ہیں)۔

منہ، ناک اور کان میں روئی رکھ دی جائے تو حرج نہیں۔

غسل کون دے : (۱) میت سے جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ غسل دے یا پھر کوئی نیک پرہیزگار انسان جو غسل کے مسائل سے واقف ہو۔

(۲) شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، البتہ بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

(۳) اسی طرح لڑکے یا لڑکیاں جو شہوت کی حد کو نہ پہنچی ہوں (اصطلاح میں کہتے ہیں "مراہق" نہ ہوں) تو ان کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔

(۴) اگر عورت مرجائے اور کوئی دوسری عورت نہلانے والی نہ ہو، یا مرد مر جائے اور کوئی دوسرا مرد نہلانے والا نہ ہو تو جو اس کا محرم ہو وہ اپنے ہاتھ سے اس کا تیمم کرا دے اور اگر محرم نہ ہو تو اجنبی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔

(۵) کوئی شخص ڈوب کر مرجائے تو اس کا غسل بھی فرض ہے، البتہ نکالتے وقت غسل کی نیت سے نعش کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا۔

کفن اور تکفین

اگر میت مردانہ ہے تو سنت یہ ہے کہ تین سفید پاک کپڑے لیجئے، خواہ نئے ہوں یا دھلے ہوئے پہلے ایک کپڑا جو اتنا چوڑا ہو کہ میت اس میں لپیٹی جا سکے اور اتنا لمبا ہو کہ سر کے اوپر اور پاؤں سے نیچے نکلا ہوا رہے، کسی پاک چٹائی، دری یا تخت پر بچھا دیجئے۔ یہ "لفافہ" ہوا۔ اس کے اوپر ایک اور کپڑا بچھایئے جو اتنا ہی چوڑا ہو مگر لمبائی میں میت کے سر سے پاؤں تک آجائے۔ یہ "ازار" ہوگی۔ اب اس پر ایک دوہرا کپڑا جس کے بیچ میں چاک کھول دیا گیا ہو اور جو میت کے کندھوں سے اس کی آدھی پنڈلیوں تک آجائے، اس طرح بچھا دیجئے کہ آدھا حصہ بچھا رہے اور چاک والا آدھا حصہ سرہانے کی طرف سمٹا ہوا رکھا رہے۔ یہ "قمیص" ہوئی۔

کفن پورا بچھ چکا۔ اب مردہ کو احتیاط سے اٹھا کر اس پر لٹا دیجئے اور قمیص کا آدھا سمٹا ہوا حصہ چاک میں سے سر گذار کر جسم پر الٹ دیجئے کہ کندھوں سے پنڈلیوں تک آجائے، اب تہبند آہستہ سے کھینچ لیجئے اور درمیانی کپڑے (ازار) کو پہلے بائیں (Left) طرف سے میت پر لوٹ دیجئے اور پھر داہنی (Right) طرف سے لوٹ دیجئے۔ اس کے بعد نیچے والے کپڑے (لفافہ) کو بھی اسی ترتیب سے لپیٹ کر سرہانے اور پائینتی کی طرف نکلے ہوئے کپڑے کو کسی فیتہ یا کپڑے ہی کی کترن سے باندھ دیجئے۔ بس تکفین ہو چکی۔

اگر میت زنانہ ہے تو سنت یہ ہے کہ پانچ کپڑے لیجئے جو پاک ہوں، خواہ نئے ہوں یا پرانے، سفید ہوں یا رنگین، یعنی مردانہ کفن پر دو اور کپڑے زائد ہوں گے ایک تو "سینہ بند" اور دوسرا "سربند" یا "اوڑھنی"، "سینہ بند" میت کی بغل سے

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی وصیت کے مطابق پرانے دھلے ہوئے کپڑے ہی کا کفن دیا گیا تھا۔

گھٹنوں کے نیچے تک لمبا ہو گا اور "سربند" سر سے لے کر بالوں کی لمبائی سے کسی قدر زائد لمبا ہو گا۔

زنانہ کفن میں پہلے "سینہ بند" بچھایئے' اس پر "لفافہ" اس پر "ازار" اس پر "سربند" اور پھر اس پر "قمیص" (جس کو "درع" کہتے ہیں) بچھایئے۔ بس کفن بچھ چکا' اب اس پر میت کو لٹا کر' قمیص پہنا کر تہبند کھینچ لیجئے' پھر سر کے بالوں کے دو حصے کر کے سر پر سے اوڑھنی لیکر ان کو اس میں لپیٹ کر میت کے سینے پر رکھ دیجئے۔ اور پھر اس پر ازار اور لفافہ لپیٹ دیجئے۔ (اسی ترتیب کے ساتھ جیسے مردوں کے لئے لکھی ہے) اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیجئے۔ اس کے بعد "سینہ بند" بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک پہلے بائیں (Left) اور پھر داہنی (Right) طرف سے لپیٹ کر اس کے کناروں کی جگہ کو اس کپڑے کی گرہ دے کر باندھ دیجئے اور کمر کو کسی فیتہ یا کپڑے کی کترن سے باندھ دیجئے۔ بس تکفین ہو چکی۔

اگر لڑکا یا لڑکی ہے خواہ بالغ ہو یا نابالغ تو اس کا کفن مرد اور عورت ہی کے کفن کی طرح دیجئے۔ البتہ اگر بہت چھوٹا بچہ ہے تو ایک کپڑے کا اور بہت چھوٹی بچی ہے تو دو کپڑے کا کفن بھی جائز ہے۔

اگر بچہ یا بچی مردہ پیدا ہوئی ہو تو صرف ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیجئے۔

اگر سنت کے مطابق کفن میسر نہ ہو تو مرد کے لئے صرف دو کپڑے لفافہ اور ازار۔۔۔اور۔۔۔ عورت کے لئے تین کپڑے یعنی لفافہ' ازار اور

سربند کافی ہیں اس کو "کفن کفایت" کہتے ہیں۔

اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک ہی کپڑا سہی، جس میں مرد یا عورت کا سارا بدن چھپ جائے۔ اس کو "کفن ضرورت" کہتے ہیں۔

اس میں بھی اگر کپڑا لمبائی میں سر سے پاؤں تک نہ آرہا ہو تو سر کو کپڑے سے چھپادیں اور پاؤں کو کسی اور چیز سے ڈھک[1] دیں۔

اب سہولت کے لئے ایک جدول میں ہم کفن کی تفصیل، اس کے بچھانے کی ترتیب میں پیش کرتے ہیں اور کپڑے کا ناپ اوسط قدو قامت کی میت کے لحاظ سے لکھتے ہیں:

میت	۱	۲	۳	۴	۵
مردانہ	لفافہ پونے تین گز لمبا اور سوا یا ڈیڑھ گز چوڑا	ازار ڈھائی گز لمبا اور سوا یا ڈیڑھ گز چوڑا	قمیص ڈھائی یا پونے تین گز لمبا اور ایک گز چوڑا	×	×
زنانہ	سینہ بند دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا	لفافہ (وہی مردانہ ناپ)	ازار (وہی مردانہ ناپ)	سربند ڈیڑھ گز لمبا اور پون گز چوڑا	قمیص (وہی مردانہ ناپ)
لڑکا	مردانہ کفن کی طرح	بہت چھوٹا ہو تو صرف ایک کپڑا۔			
لڑکی	زنانہ کفن کی طرح	بہت چھوٹی ہو تو صرف دو کپڑے۔			
مردہ بچہ	صرف ایک کپڑا				

نوٹ: تہبند اور دستانہ کا کپڑا اس سے الگ ہے۔

---

[1] حضرت خبابؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ کے کفنانے کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔
"جنگ احد کے دن (ابن عمیرؓ) شہید ہوئے تو ہمیں ان کے کفن کے لئے صرف ایک ایسی چادر ملی کہ ان کے سر کو ڈھکتے تو دونوں پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کے سر کو چھپائیں اور دونوں پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈالدیں۔" (دیکھو بخاری شریف۔ کتاب الجنائز)

جنازہ

میت کفنائی جا چکی تو اب اس کو کسی ڈولے میں یا چارپائی پر رکھ کر اس کے چاروں کونے چار مرد اپنے کندھوں پر اٹھالیں اور پھر باری باری سے جتنے لوگ جنازے کے ساتھ شریک ہیں کندھا دیتے رہیں۔ کم از کم دس دس قدم ایک ایک طرف کندھا دیجئے تاکہ چالیس قدم چلنا جو کہ مستحب ہے پورا ہو جائے[1] جنازہ وقار کے ساتھ مگر تیز قدم سے لے چلئے۔ آپ کے چہروں پر غم کا اثر اور دل میں خدا کا خوف رہے' آپس میں دنیوی بات چیت ہرگز نہ کیجئے بلکہ دبی زبان سے ذکر جیسے

(سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ)

کرتے رہیے یا قرآن پڑھیے یا یہ سوچیے کہ میت پر کیا کیا گذرے گی اور یہی کچھ ہم سب پر بھی گذرنی ہے' ایسے عبرت کے وقت میں بھی غفلت بری اور بہت بری ہے۔

اونچی آواز سے کلمہ طیبہ پڑھنا یا اور کوئی ذکر کرنا بالاتفاق ناجائز ہے کوئی ایسا کر رہا ہو تو اس کو منع کیجئے[2]۔

---

[1] حدیث شریف میں ہے کہ ان چالیس قدموں کے عوض اللہ تعالیٰ اس چلنے والے کے چالیس کبیرہ گناہ معاف فرماتے ہیں۔

[2] "دلیل الخیرات" بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح

نماز جنازہ

یہ نماز فرض کفایہ ہے' اگر ایک شخص نے بھی پڑھ لی تو فرض ادا ہو گیا' خواہ نماز پڑھنے والا مرد ہو یا عورت' بالغ مرد ہو یا نابالغ لڑکا۔ البتہ اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو متعلقین پر اس کا وبال رہے گا اور دفن کے بعد بھی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

نماز جنازہ کا طریقہ : میت کو آگے رکھئے اور آپ (امام کی حیثیت میں) اس کے سینہ کے مقابل قبلہ رخ کھڑے ہو جایئے اور لوگ آپ کے پیچھے طاق عدد (ایک یا تین یا پانچ وغیرہ) میں قریب قریب صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ نیت یہ کیجئے کہ نماز جنازہ پڑھتا ہوں جو نماز خدا کے لئے ہے اور دعا میت کے لئے۔ اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ عام نمازوں کی طرح باندھ لیجئے' پھر ثناء اس طرح پڑھئے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ[1] وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

اب پھر تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہئے مگر ہاتھ نہ اٹھایئے اور درود شریف (جو عام نمازوں میں پڑھتے ہیں) پڑھئے' پھر بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہئے اور اب یہ دعا پڑھئے جو مرد یا عورت' بالغ یا نابالغ ہر ایک کے لئے کافی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ۔

اتنی دعا کافی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ملا لیجئے تو زیادہ بہتر ہے۔

---

[1] یہ الفاظ یہاں زائد ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ[1]

اگر میت نابالغ لڑکے کی ہے تو اتنی دعا اور پڑھ لیجئے تو بہتر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ۔

اگر میت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہی دعا صیغہ بدل کر یوں پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ۔

(اگر کوئی بھی دعا یاد نہ ہو تو صرف ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔ پڑھ دینا کافی ہے۔)

جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ تکبیر کہہ کر عام نمازوں کی طرح دونوں طرف سلام پھیر دیجئے۔ بس نماز جنازہ ہو گئی اب فوراً جنازہ اٹھا کر قبرستان لے چلئے، نماز کے بعد فاتحہ پڑھنا نہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرامؓ نے کبھی فاتحہ پڑھی نہ ہمارے ائمہ فقہ اس کے قائل ہیں، یہ کھلی بدعت[2] ہے۔

ایک وقت میں کئی جنازے ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی الگ الگ نماز

---

[1] ان کے سوا اور دعائیں بھی حدیثوں میں آئی ہیں۔

[2] پیرایہ بیان کی تبدیلی کے ساتھ "بہشتی زیور" سے یہ حصہ لیا گیا ہے۔

پڑھی جائے لیکن سب کے لئے ایک ہی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور ایسی صورت میں جنازے ایک دوسرے کے سامنے رکھے جائیں تاکہ سب امام کے روبرو رہیں۔

جوتوں کے ساتھ نماز صرف اسی وقت صحیح ہے جبکہ جگہ اور جوتے دونوں پاک ہوں۔

جوتے نکال کر ان پر کھڑا ہونا بھی صرف اسی وقت صحیح ہے جبکہ جوتے بالکل پاک ہوں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

نماز جنازہ کی امامت کا سب سے پہلے حق بادشاہ وقت کو حاصل ہے' وہ نہ ہو تو اس کا نائب' پھر شہر کا قاضی اور اگر قاضی نہ ہو تو اس کا نائب (ان عہدہ داروں کا امام بنانا واجب ہے خواہ ولی چاہے یا نہ چاہے اور خواہ ان سے زیادہ عابد زاہد لوگ اس وقت کیوں نہ موجود ہوں[1])۔ ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر محلہ کی مسجد کا امام' بشرطیکہ میت کے عزیزوں میں اس سے افضل کوئی مرد نہ ہو' ورنہ وہی عزیز امامت کرے یا پھر ولی جس کو اختیار دے۔

اگر بغیر ولی کی اجازت کے کسی نے نماز جنازہ پڑھائی جس کو شرعاً اس کا حق حاصل نہ تھا تو ولی کو اختیار ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہے تو اس کی قبر پر بھی نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ اتنا وقت نہ گذر چکا ہو کہ نعش کے پھٹنے کا امکان پیدا ہو گیا ہو۔

---

[3] ملاحظہ ہو دلیل الخیرات از مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی" جس میں دہلی' اجمیر' دیوبند' سہارنپور' تھانہ بھون ٹونک' بھوپال غرض تمام مقامات اور مسلکوں کے علماء کے متفقہ فتوے درج ہیں۔

[1] مگر آہ کہ یہ مسئلہ ہمارے ملک کے لئے نہیں' یہ تو اس ملک سے متعلق ہے جہاں "شرعی حکومت" قائم ہو۔

قبر

قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو بغلی اور دوسری صندوقی۔ گو بغلی قبر ہی مسنون ہے مگر آجکل عرب و عجم میں صندوقی قبر ہی کا رواج ہے لہٰذا ہم اسی کی تفصیل پہلے لکھتے ہیں۔

صندوقی قبر : میت کی لمبائی سے کچھ زائد لمبا اور اتنا چوڑا گڑھا کھدوایئے کہ اس کی لمبائی میں دونوں طرف اینٹ کی چھوٹی دیواریں چن دی جائیں تو بھی اس میں مردہ کے لئے کشادہ جگہ رہ جائے۔ اس گڑھے کی گہرائی درمیانی قد کے سینہ تک یا پورے قد کے برابر ہو[1] قبر کی لمبائی میں دائیں (Right) بائیں (Left) کچی اینٹ کی دیواریں سطح زمین سے ایک ہاتھ کم چنوا دیجئے' یا لکڑی کے تختے یا لکڑیاں کھڑی کر دیجئے تاکہ مردہ کو قبر میں لٹانے کے بعد ان دیواروں پر لکڑیاں رکھ کر یا تختے بچھا کر یا نرم پتھر سے پاٹ کر چھت بنائی جا سکے۔۔۔۔۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ خود قبر کھدواتے وقت ایک ہاتھ کھدائی کے بعد دائیں (Right) بائیں (Left) ایک بالشت چوڑی زمین چھوڑ کر باقی قبر کی گہرائی کھودی جائے تاکہ ایک چوڑائی والا حصہ (جس کو اصطلاح میں حوضہ کہتے ہیں) چھت ڈالنے کے کام آئے' یہی صورت عام طور پر ہمارے ہاں رائج ہے' مگر جہاں زمین زیادہ نرم ہو تو پھر پہلی تدبیر اختیار کرنا ضروری ہے۔

یہ ہوئی صندوقی قبر !

بغلی قبر : یہ نرم زمین میں نہیں بن سکتی بلکہ اس کے لئے سخت زمین ضروری

---

[1] قبر کی کم سے کم گہرائی میت کے قد سے نصف قد کے برابر اور زیادہ سے زیادہ گہرائی پورے قد کے برابر ہے اس سے زائد نہ ہونی چاہئے۔

ہے' اس کی ترکیب یہ ہے کہ میت کے قد سے کچھ زائد لمبا اور اس کے سینہ یا قد کے برابر گہرا گڑھا کھدوا کر اس میں نچلی سطح پر قبلہ کی طرف اندر کو زمین میں اسی لمبائی کا ایک خول بنوا لیجئے جو اتنا چوڑا ہو کہ پوری میت آسانی سے اس میں سما سکے' اس بغلی خول کو "لحد" کہتے ہیں' اسی میں مردہ کو لٹا کر اس کو لکڑیوں یا کچھ اینٹوں سے بند کروا دیجئے اور باقی گڑھے میں مٹی بھر کر قبر بنوا دیجئے۔

اگر زمین بہت ہی نرم یا ریتلی ہو اور قبر بنانا دشوار ہو تو میت کو لکڑی یا لوہے کے تابوت (صندوق) میں رکھ کر گڑھا کر کے گاڑ دیں' البتہ سنت یہ ہے کہ تابوت کے اندر مٹی کا فرش کر دیں اور مٹی ہی سے اس کے اندرونی حصوں کو لیپ پوت دیں اور پھر اس میں میت رکھ کر گاڑ دیں۔

تدفین

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔

میت کا ڈولہ یا چارپائی قبر کے قبلہ کی جانب رکھ کر دو یا زائد قوی آدمیوں کو قبر میں اتار کر سرہانے، پائنتی اور درمیان میں قبلہ رو کھڑا کر دیجئے (ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا) اب مردہ کو احترام سے اٹھا کر آہستگی سے قبر میں رکھتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ کہئے (یہ مستحب ہے)۔ مردہ کو قبر میں لٹا کر کفن کی گرھیں کھول دیجئے، کوئی اگر چہرہ دیکھنا چاہے تو دکھا دیجئے، مگر پھر کفن سے چہرہ کو ڈھانک دیجئے۔ اب مٹی کے نرم ڈھیلوں سے یا مٹی کا پشتہ سر اور پیٹھ کے نیچے لگا کر مردہ کو داہنے پہلو پر کر دیجئے کہ پوری نعش قبلہ رخ رہے، یہی سنت طریقہ ہے (صرف چہرہ کا قبلہ رخ کر دینا کافی نہیں)۔

اب جو لوگ قبر میں اترے تھے اوپر آجائیں اور قبر کے حوضہ (یا بغلی قبر کی صورت میں بغل کے دہانے) کو لکڑی کے تختوں یا کچے پتھر کی سلوں سے بند کر کے ان کی درازوں میں گارا بھر دیں تاکہ مٹی نعش پر نہ گرنے پائے، اب سب لوگ تین مرتبہ مٹھیاں بھر بھر کر اس قبر کی چھت پر مٹی ڈالیں اور پہلی بار مٹی ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ ۔ ' دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۔ کہتے جائیں۔ جب سب لوگ مٹی دے چکیں تو اسی مٹی سے جو قبر کی کھدائی میں نکلی ہے سرہانے کی طرف سے قبر بھرنا شروع کر دیں[1] اور سنت یہ ہے کہ ایک بالشت (اگر کچھ زائد ہو جائے تو مضائقہ

---

[1] اور دوسری مٹی کا اضافہ درست نہیں۔

نہیں) اونچا کر کے کوہان کی صورت میں بنادیں۔ اب قبلہ کی سمت پر سرہانے سے پائینتی تک تین مرتبہ پانی چھڑک دیں، پھر اسی طرح دوسری سمت پر بھی چھڑک دیں (یہ مستحب ہے)۔

عورت کے دفن کے وقت : قبر پر پردہ کرنا مستحب ہے اور عورت کی نعش اس کے محرم ہی اتاریں، اگر محرم نہ ہوں تو دوسرے قرابت دار اور اگر کوئی عزیز قریب بھی نہ ہو تو پختہ عمر کے متقی مرد اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو صالح جوان اتار سکتے ہیں۔

بعد دفن

دفن کے بعد مستحب ہے کہ قبر پر اتنی دیر بیٹھئے کہ ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے[1] کیونکہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دفن سے فارغ ہو کر قبر پر ٹھہرتے اور لوگوں سے ارشاد فرماتے تھے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور کلمہ توحید پر ثابت رہنے کی دعا کرو کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جائے گا[2] قبر پر ٹھہرے رہنے کے دوران ذکر میں مشغول رہیں خواہ درود شریف پڑھیں خواہ تلاوت کلام پاک کرتے رہیں مگر دعا ضرور کریں۔ کیونکہ اصل تاکید دعائے مغفرت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسے مستحب سمجھتے تھے کہ دفن کے بعد قبر پر' سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں یعنی مفلحون تک' اور پائنتی کی طرف 'امن الرسول سے ختم تک کی آیتیں پڑھی جائیں۔

لوٹتے ہوئے قبرستان کے دروازہ پر یا قبر سے چالیس قدم کے فاصلے پر فاتحہ پڑھنا یا مردہ کے مکان پر جمع ہو کر فاتحہ اور دعا کرنا سب بے سند باتیں ہیں اور کھلی بدعات ہیں۔ ہاں ہر شخص کو بجائے خود اجازت ہے کہ وہ میت کے لئے جس قدر چاہے اور بلا کسی التزام کے جس وقت چاہے تلاوت قرآن پاک کا ثواب پہنچائے اور اس کے لئے دعا و استغفار کرے۔

---

[1] در مختار [2] سنن ابوداؤد بروایت عثمان بن عفانؓ

خاتمہ کی التماس

آپ نے اس رسالہ کو شروع سے آخر تک پڑھا' سکرات کا عالم دیکھا' موت کے بعد کی لاچاری دیکھی اور پھر قبر کی تنہائی بھی آپ کی نگاہوں میں پھر گئی ہوگی۔ آج آپ نے یہ سب کچھ دوسرے کے ساتھ ہوتے دیکھا' کل خود ہمارے آپ کے ساتھ یہی سب کچھ پیش آنے والا ہے اور اٹل ہے' اور یہ "کل" بھی بس کہنے ہی کو "کل" ہے' پل بھر کی خبر نہیں' شاید یہی سانس آخری سانس ہو جائے' تو پھر کیا سامان کریں کہ اچھی موت نصیب ہو جائے اور مر کر چین و سکون ملے؟

خاتمہ کی اچھائی اور قبر کی راحت کے لئے :

۱۔ ایمان پر خاتمہ کو دنیا کی سب سے بڑی دولت یقین کیجئے اور اس کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے ہی رہئے۔

۲۔ خاتمہ کی اچھائی کو محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل پر منحصر یقین جانئے اور اللہ پاک سے اس کے فضل و کرم ہی کی قوی امید رکھئے۔

۳۔ شرک کے ہر شائبہ کو دل و دماغ سے بلکہ رگ رگ سے نکال پھینکئے۔

۴۔ اپنے رب سے والہانہ اور عاشقانہ تعلق مضبوط کر لیجئے' محض ضابطہ کی غلامی کافی نہیں۔

۵۔ ایمان کی جو دولت حاصل ہے اس پر ہمیشہ شکر ادا کرتے رہئے۔

۶۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کامل پیروی کی کوشش میں لگے رہئے اور یہ پیروی بھی محبت اور احسانمندی کے جذبہ سے کیجئے۔

۷۔ اپنی حالت کو دیکھ کر ہمیشہ ڈرتے لرزتے رہئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر

نظر کرکے اس کے کرم ہی کی امید رکھئے۔

۸۔ بہت سی آرزوؤں اور تمناؤں کی فہرست کو ختم کر کے صرف اس بات کو جان تمنا بنائیے کہ "اللہ ہم سے راضی ہو جائے"۔

۹۔ اسی طرح دنیا کی ساری فکروں اور یہاں کے سارے غموں کو اس ایک بڑی فکر میں گم کردیجئے کہ "ہماری آخرت سنور جائے"۔

۱۰۔ ان تمام باتوں کو اپنا حال بنانے اور اس حال میں کامل رسوخ پیدا کرنے کے لئے کسی اللہ والے کی، جو عشق الٰہی میں مست اور اتباع سنت میں کامل ہو، صحبت اختیار کیجئے۔

پھر ان شاء اللہ خاتمہ بخیر ہی ہو گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بے مایہ کا اور سب کا خاتمہ بخیر فرمائے اور اپنی خوشنودی سے دارین میں شادکام رکھے، آمین۔

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا

امیدوار رحمت

غلام محمد کان اللہ لہٗ

جمعہ ۶ر جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ م ۳۰ر جولائی ۱۹۷۱ء